بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پروفیسر طاہر القادری! ایک لمحۂ فکریہ

ہندوستان (ہندو پاک و بنگلہ دیش) کے اندر اسلام کی روشنی عہدِ صحابۂ کرام میں پہنچی اور اسلامی دُعاۃ و مبلغین وصوفیہ و مشائخِ عِظام کی مخلصانہ دعوت وتبلیغ کے ذریعہ ہزاروں لاکھوں افراد مشرف بہ اسلام ہوئے اور شب وروز یہ تعداد بڑھتی اور ہر خطۂ ہند میں اسلام کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔

ایک طویل مدت کے بعد مسلم تاریخِ ہند میں اسلام کی صورت مسخ کرنے اور اہلِ اسلام کی شناخت ختم کرنے کا ایک سنگین حادثہ ومرحلہ اُس وقت پیش آیا جب مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر نے اپنے دربار میں ہر مذہب کے پیشواؤں کو جمع کرکے ان کے مذہب کی تعلیمات واحکام سننے کا ایک سلسلہ شروع کیا اور خود اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سب کی اچھی باتوں کا انتخاب کرکے کیوں نہ میں خود ہی ایک مذہب بنالوں اور اسے سارے ہندوستان میں رائج کردوں۔ چنانچہ اس نے ''دینِ الٰہی'' کے نام سے ایک ''معجونِ مرکب'' تیار کرایا اور شاہانہ سرپرستی میں اسے پھیلانے کے اس نے سارے انتظامات بھی کردیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر دے اور اپنی رحمتوں سے نوازے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی کو کہ ان دونوں حضرات نے خصوصاً اور بعض دیگر حضرات نے عموماً اِس فتنہ کا اپنے اپنے انداز میں مقابلہ کیا اور اس کے امنڈتے ہوئے سیلاب سے مسلم آبادیوں کو محفوظ کردیا۔

مسلمانانِ ہند صدیوں بعد دوبارہ اس طرح کے حالات سے اُس وقت دوچار ہوئے جب ۱۹۲۰ء میں تحریکِ ترکِ موالات جسے تحریک عدم تعاون، (نان کوآپریشن موومنٹ) بھی کہا جاتا ہے، اس کی آندھی چلی اور اس کے بعض لیڈروں نے ایک ایسا نیا مذہب بنانے کی درپردہ سازش کی جو ہندو مسلم کا فرق وامتیاز مٹادے اور سنگم وپریاگ کو مقدس مقام قرار دے۔ اس نازک موڑ پر امام اہل سنت مولانا الشاہ محمد احمد رضا قادری برکاتی بریلوی (وصال ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء) اور آپ کے بعض دیگر ہم خیال عُلما ومشائخِ اہلِ سنت نے اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ اس فتنہ کی سرکوبی کرکے مسلمانانِ ہند کے ایمان وعقیدہ کو محفوظ رکھا اور استقامتِ دینی وغیرتِ ملّی کا عظیم نمونہ پیش کیا۔

ذہانت وصلاحیت اللہ رب العزت کی عطا کردہ ایک بڑی نعمت ہے جس کا صحیح استعمال خلقِ خدا کے لئے باعثِ رحمت ہے۔ بندۂ مومن اور عالمِ ربانی اس عطیۂ خداوندی سے ساری انسانیت کو فیض پہنچا کر باعثِ رُشد وہدایت بنتا ہے اور اسے اللہ کے پسندیدہ دین اسلام سے قریب کرنے کی راہ ہموار کرتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا جب سلامتیِ فطرت، سعادتِ قلب اور توفیقِ الٰہی اسے حاصل اور شریکِ حال ہو۔

بعض اوقات یہ ذہانت وصلاحیت انسان کے لئے فتنہ وآزمائش کا سبب بن جاتی ہے وہ اپنے علم وعقل پر بے جا اعتماد کرکے خود سَری کا شکار ہوجاتا ہے، اسلاف واکابر کی حرف گیری وانگشت نمائی اس کا مشغلہ بَن جاتا ہے، کچھ نیا کر گذرنے اور اپنی طرف لوگوں کو متوجہ کرکے ان کے درمیان مشہور ومقبول ہونے کا جذبہ اسے راہِ حق اور راہِ اعتدال سے دور کرنے لگتا ہے۔ مسلمہ حقائق اور متفقہ احکام سے عدول وانحراف کرکے اپنی تحقیقات اور نئے خیالات پیش کرنے لگتا ہے، جمہور عُلما وفقہائے اسلام کے بالمقابل اپنے مزعومہ اجتہاد پر اِصرار کرنے لگتا ہے، اپنے تخیل وزورِ بیان وقوتِ تحریر کا مظاہرہ کرتے ہوئے سَوادِ اعظم اہلِ سنت کے درمیان اپنا ممتاز مقام بنا کر اپنی ایک مخصوص جماعت بنانے کی تدبیر کرنے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنے ہم مزاج وہم خیال افراد کو منظّم کرکے ایک نئے فرقہ کا بانی بن جاتا ہے۔ اس طرح کی متعدد مثالیں خود ہمارے ہندوستان (متحدہ ہندوستان بشمول ہندو پاک و بنگلہ دیش) کے اندر موجود ہیں جنھیں عوام وخواص اچھی طرح جانتے ہیں۔

پندارِ علم اور عقلیت پرستی نے ہندوستان کی جن معروف شخصیتوں کو اپنی گرفت میں لے کر انہیں غلط راہ پر ڈالا اور اپنی ''تحقیق واجتہاد'' کا نشہ جنھیں

صحیح منزل سے بہت دور لے گیا ان میں سرسید احمد خان وعنایت اللہ مشرقی وابوالکلام آزاد کے نام نمایاں ہیں۔موجودہ لوگوں میں اسی طرح ایک نام وحید الدین خان (نئی دہلی) کا بھی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کی آفتوں وبلاؤں اوران کی گمراہیوں سے مسلمانوں کومحفوظ رکھے اورانہیں اپنے اسلاف واکابرِ اہلِ سنت کے نقشِ قدم پر چلتے رہنے کی توفیق عطافرمائے۔**آمین بجاہ حبیبہٖ سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔**

ادارہ منہاج القرآن لاہور کے بانی **پروفیسر طاہر القادری** اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ پاک وہند اور بعض دیگر ممالک کے بہت سے مسلمانوں کے لئے مرکزِ توجہ بنتے جارہے ہیں۔ان کے خیالات بہت سے لوگوں کے دل ودماغ کو متأثر کرتے ہیں۔

پروفیسر طاہر القادری کی کتابِ زندگی اور مجموعۂ خیالات کا ایک پہلو یہ ہے کہ انہوں نے بعض عقائد ومعمولاتِ اہلِ سنت کو اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ بڑے ہی مدلل اور پُرکشش انداز میں پیش کیا جس کا اثر یہ ہے کہ بہت سے سنی مسلمان انہیں مذہب اہل سنت کا بہترین مبلغ وترجمان سمجھنے لگے ہیں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان کی تحریر وتقریر کے ذریعہ ایک نئے قسم کا رُجحان پیدا ہورہا ہے اور نئے خیالات جنم لے رہے ہیں۔ان کی ''تحقیق واجتہاد'' سے انتشار وفتنہ کے نئے دروازے کھل رہے ہیں اور دینی وعلمی حلقوں میں ان کی ذات اورفکر وتحریک موضوعِ بحث بنتی جارہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ عُلما ومشائخِ اہل سنت پاک وہند کسی بڑے خطرے کی بومحسوس کرنے کے بعد سے ہی سخت اضطراب وبے چینی میں مبتلا ہیں اور وہ اس کا سدِّ باب کرنے کی مختلف تدابیر پر تبادلۂ خیال اور غور وفکر کررہے ہیں اور پاکستان میں اپنے مضامین اور رسائل وکتب کے ذریعہ برسوں سے اظہار خیال بھی کررہے ہیں۔

ابھی ایک تازہ واقعہ یہ ہوا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری نے انگلستان میں مختلف مذاہب کے پیشواؤں کی ایک مشترکہ کانفرنس کی جس میں سب نے اپنے اپنے عقائد کے مطابق شرکا وحاضرین کو خطاب کرتے ہوئے اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق دعائیں کیں۔اس کانفرنس میں بعض محرمات وکفریات کا بھی ارتکاب ہوا جنہیں پروفیسر طاہر القادری نے برداشت کیا اوران کی طرف سے کسی تردید وانکار کا اظہار نہیں ہوا۔سی ڈی میں کانفرنس کی روداد اوراس کے مناظر دیکھے سُنے جاسکتے ہیں۔یہ سی ڈی ہندوستان میں بھی گشت کررہی ہے اوراسے بآسانی حاصل کرکے کوئی بھی شخص بذات خود سب کچھ دیکھ سُن سکتا ہے۔

پروفیسر طاہر القادری کی تجدُّد پسندی اوران کی ''تحقیق واجتہاد'' کا آغاز اس وقت ہوا جب انہوں نے دِیَت (خون بہا) کے مسئلہ پر اپنے موقف کا اظہار کیا جو امام اعظم ابوحنیفہ وجمہور فقہا وائمۂ احناف کے موقف ومسلک کے بالکل برعکس اور مخالف ہے۔پاکستان کے جلیل القدر عالم اور پروفیسر طاہر القادری کے استاد حضرت علامہ احمد سعید کاظمی (ملتان، پنجاب، پاکستان) نے پروفیسر طاہر القادری کو بہت سمجھایا مگر یہ اپنے ''اجتہاد'' پر بضدر ہے اور تمام عُلمائے اہل سنت مل کر بھی انہیں اس مسئلہ میں راہِ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔یہاں تک کہ ایک گفتگو کے دوران ایک عالم نے جب ان سے کہا کہ: ''اس مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں'' تو انہوں نے یہ حددرجہ جسارت آمیز اور حیران کُن جواب دیا کہ: ''آپ میرے دلائل کے جواب میں ان کا نام کیوں پیش کرتے ہیں؟ وہ تو اس مسئلہ میں ہمارے فریق ہیں''۔اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں میں نے اجتہاد کیا اوراسی مسئلہ میں صدیوں پیشتر امام اعظم ابوحنیفہ نے بھی اجتہاد کیا جن کے اجتہاد سے الگ میرا اجتہاد ہے۔ایسی صورت میں ایک فریق میں ہوا، ایک فریق وہ ہیں۔پھر فریقِ مخالف کا نام یا ان کے اجتہاد کا ذکر میرے مقابلے میں کیوں پیش کررہے ہیں؟

اس پہلے اجتہادی اِقدام کو قارئین سامنے رکھیں اوراس پر غور وفکر کرکے خود ہی فیصلہ کریں کہ پروفیسر طاہر القادری کی ذہانت وصلاحیت نے انہیں سب سے پہلے کس کے مقابلے میں لا کھڑا کیا؟ اور پھر یہ نتیجہ خود ہی اَخذ کریں کہ ائمۂ مجتہدین وفقہا وعلمائے اسلام کے مقابلے میں جو شخص اپنے علم وعقل اور اپنے خیال ورائے کو ترجیح وفوقیت دیتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اور آنکھ بند کرکے اسے ماننے والوں کا حشر کیسا ہوتا ہے؟

پروفیسر طاہر القادری کا دوسرا بڑا اجتہاد انہیں قرآن حکیم کے مقابلے میں کھڑا کردیتا ہے اور وہ علانیہ اپنے اس مخالفِ قرآن ''اجتہاد'' کا اظہار کرتے

ہیں ’’کہ ایک عورت کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے‘‘۔ پروفیسر طاہر القادری نے اپنے اس اجتہاد میں کتاب وسنت کی صریح خلاف ورزی کی اور ائمۂ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ وامام شافعی وامام مالک وامام احمد بن حنبل کے متفق علیہ مسلک وموقف کو نظر انداز ہی نہیں بلکہ پامال کر کے رکھ دیا ہے اور سوادِ اعظم اہلِ سنت کے مسلکِ جمہور کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی۔ اعاذنا اللّٰہ منہ.

شدہ شدہ بات یہاں تک پہنچی کہ اپنی کانفرنس میں اپنے اسٹیج پر یہود ونصاریٰ کے مذہبی پیشواؤں اور کفار ومشرکین کے مذہبی رہنماؤں کے اعمال وافعال مشتمل برحرام وضلال وکفر کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کے اقوال وتقاریر مشتمل برحرام وضلال وکفر سے اپنے کان بہرے کر لیتے ہیں۔ جو نہ کوئی مجبوری ہے نہ ضرورت بلکہ اسے صاف وصریح الفاظ میں کفر پر رضامندی کے سوا کچھ اور نہیں کہا جا سکتا۔

کیا ایک معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی جان بوجھ کر ایسی حماقت کر سکتا ہے جس کے بارے میں اسے پختہ علم ویقین ہے کہ یہ شخص کبھی کبھی شہد میں زہر ملا دیتا ہے اور کبھی کبھی مٹھائیوں کے ساتھ زہر بھی کھلا دیتا ہے، اس کے ہاتھ سے یا اس کے دسترخوان پر کچھ کھائے؟ یا اس کے قریب جائے؟

سوچیے، غور کیجیے پھر صحیح فیصلہ کیجیے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اپنے قریب کے مستند علمائے اہل سنت سے ملاقات کر کے حقائق کی جانکاری حاصل کیجیے اور اپنی عاقبت درست رکھنے کی کوشش کیجیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حق وہدایت وصراطِ مستقیم پر گامزن رکھے اور اپنے اکابر واسلاف کے مذہب ومسلک پر قائم ودائم رکھے۔ آمین بجاہِ حبیبہٖ سیّدِ المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد احمد اعظمی مصباحی | **محمد نظام الدین رضوی** | **یٰسین اختر مصباحی**

☆☆☆